شعر و ادب:

جہاد

انوار عباس انوار، الہ آباد

موجودہ دور میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں غلط فہمیوں کی تبلیغ و اشاعت کا بازار گرم ہے اور جگہ جگہ اسلامی موضوعات پر لچھے دار گفتگو کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے وران مباحث سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس بحث میں شریک ہونے کے لئے اسلامی علوم و معارف سے آگاہی کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے جبکہ ان مباحث کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اگر بات صرف اسلام سے عداوت رکھنے والوں تک محدود ہوتی تو کوئی بات نہ تھی لیکن حقیقی صورتحال یہ ہے کہ ہماری نئی نسل سے وابستہ بعض افراد کو بھی جہاد و شہادت جیسے اسلامی شعائر کی عظمت و فضیلت کا صحیح مفہوم و اندازہ نہیں رہ گیا ہے ایسے ماحول میں اسلامی علوم کے ماہرین علماء، شعراء اور دانشوروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس بات کی وضاحت فرمائیں کہ الٰہی احکام و اقدار کے سایہ میں انسانی زندگی کو عظمت و سربلندی عطا کرنے کے لئے کی جانے والی ہر با مقصد جد و جہد در حقیقت جہاد کا درجہ رکھتی ہے اور اس راہ میں موت سے ہم آغوش ہو جانا ہی شہادت ہے۔

''جہاد'' عنوان کے تحت لکھا گیا یہ مرثیہ شمالی ہندوستان کے علم دوست و ادب پرور شہر الہ آباد کے نوجوان شاعر انوار عباس انوار کی ادبی تخلیق ہے جس کی کامیابی و ناکامی کا فیصلہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے البتہ تیور یہ بتا رہے ہیں کہ ان کی یہ علمی و ادبی کوشش بہرحال رنگ لائے گی۔ جہاد کے علاوہ آواز، چندہ صغیر، زہرِ شام غریباں، فاتح کوفہ اور حجت حق نامی موضوعات پر لکھے گئے مراثی عصر حاضر کے دیگر ادبی شاہکاروں سے کم نہیں ہیں۔ "ادارہ"

ظلمت کشاں ہوئی ہے شب تار اے قلم
ہر دم جھنک سی اٹھتی ہے تلوار اے قلم
غفلت نہ چاہیے تجھے زنہار اے قلم
شب خون کی فضا ہے خبردار اے قلم

تاریک رہگذر پہ اجالا سجائے رکھ
ہر سمت جاگتی ہوئی آنکھیں جمائے رکھ

تو ہے کہاں ، کدھر ہے ترا دھیان ، بے خبر
حالات کے تقاضے پہ دھر کان ، بے خبر
خطرے میں ہے تقدسِ انسان ، بے خبر
نازک ہے وقت وقت کو پہچان ، بے خبر
تخریب کار اہلِ سیاست کی چال ہے
اب آدمی کا چین سے جینا محال ہے

محصور ہے احاطۂ افلاس میں غریب
بچوں کو دودھ ماؤں کو روٹی نہیں نصیب
بیمار ہو کے رہ گئے سب قوم کے طبیب
شاعر ہو، مولوی ہو،مفکر ہو یا ادیب
سب ہی نے اپنے فرض کو پیشہ بنا لیا
رزقِ حرام سے رگ و ریشہ بنا لیا

نہ انتظام ہے ، نہ کوئی بندوبست ہے
سالارِ اقتدار کے نشہ میں مست ہے
پستی تو پست تھی ہی ، بلندی بھی پست ہے
موجودہ ذہنیت کی روش ، شر پرست ہے
ذہنوں میں پہلے بیج پڑا تھا عناد کا
اب کھیت لہلہانے لگا ہے فساد کا

اربابِ حق پہ سختیاں ہوتی ہیں بے سبب
ایوانِ اقتدار ہوا خانۂ طرب
گھٹنے کا نام لیتی نہیں خون کی طلب
قاتل بڑے سکون سے سونے لگا ہے اب

اب کشتگان ظلم کا پرساں نہیں کوئی
اس سرزمین پہ کہیں انساں نہیں کوئی

بارِ گراں ہے رات ، تو دن بھی پہاڑ ہے
ہر سو درندگی کی بھیانک دہاڑ ہے
ویراں ہر اک مکان ہے بستی اجاڑ ہے
فانوس دفن ہو چکے ، مدفن پہ جھاڑ ہے

اک شمع بے انیس ہواؤں کی زد پہ ہے
جس کی ضیا نشانۂ تیرِ حسد پہ ہے

محجوب ہے یہ عہدرواں باش و بود کا
ممکن ہو کس طرح سے تعین حدود کا
خطرے میں ہے نظام رکوع وسجود کا
درپیش مسئلہ ہے بقائے وجود کا

ہستی کو نیستی کا اندھیرا نگل نہ جائے
تاریکیوں میں خوشۂ احساس جل نہ جائے

سینے میں انقلاب کے جذبہ کو پال اب
ذہنوں کو حق شناسی کے سانچے میں ڈھال اب
اک راہ بند ہو تو رہ نو نکال اب
ہاں معنوی جہاد کا پرچم سنبھال اب

پیغام دے برابری و اتحاد کا
اندر سے کھوکھلا نہ ہو نعرہ جہاد کا

راہ عمل میں جہد مسلسل جہاد ہے
یہ عمر تا بہ مرگ ، مکمل جہاد ہے
ہر لمحۂ حیات، ہر اک پل جہاد ہے
حالات کا تقاضۂ فیصل جہاد ہے
دنیا کو اس جہاد سے کیوں ضد ہے دہر میں
ہر ذی شعور جبکہ مجاہد ہے دہر میں

ظلمت کدہ میں تذکرۂ ضو جہاد ہے
شمع خرد کی بڑھتی ہوئی لو جہاد ہے
تحریک انقلاب مہک نو جہاد ہے
میدان زندگی میں تگ و دو جہاد ہے
طے ہوتے ہیں جہاد سے جینے کے راستے
تدبیر ڈھونڈتی ہے قرینے کے راستے

دل میں ضمیر و ظرف کا آہنگ ہے جہاد
فطرت کے رکھ رکھاؤ کا اک ڈھنگ ہے جہاد
بزم جہاں میں جلوۂ صدرنگ ہے جہاد
موقع پہ اپنے صلح کبھی جنگ ہے جہاد
مضموں کا ذکر کیا ہو، یہ عنواں وسیع ہے
میدان جنگ سے بھی یہ میداں وسیع ہے

دل پر گرفت، نفس پہ قابو جہاد ہے
آہ رسا جہاد ہے، آنسو جہاد ہے
شعبہ بہ شعبہ ، پہلو بہ پہلو جہاد ہے
سر چڑھ کے بولتا ہوا جادو جہاد ہے

لاریب ، یاں تعصبِ پیر و جواں نہیں
راہِ خدا میں ہو تو یہ سودا گراں نہیں

عزت کے ساتھ مرنے کی ہمت جہاد ہے
دشمنوں میں زندہ رہنے کی حکمت جہاد ہے
روزِ ازل سے مذہبِ فطرت جہاد ہے
دنیا کی اک عظیم ضرورت جہاد ہے

اس کے بغیر کارِ جہاں چل نہ پائے گا
بستی جلے گی گھر میں دیا جل نہ پائے گا

حفظِ وجود کے لئے لڑنا جہاد ہے
سچ بات پہ یقین سے اڑنا جہاد ہے
اہلِ ستم کے پاؤں نہ پڑنا جہاد ہے
مٹ جانا، راہِ حق میں اجڑنا جہاد ہے

یہ امر، آئینہ ہے خدا کے اصول کا
حقا ! یہی چلن ہے امام و رسول کا

پابند تیغ و نیزہ و خنجر نہیں جہاد
محتاجِ کثرتِ صف و لشکر نہیں جہاد
ہر گز رہینِ بارگہ و در نہیں جہاد
ماتحت حکمِ حاکم و افسر نہیں جہاد

دشمن سے انتقام کی حسرت نہیں ہے یہ
یہ امن کا قیام ہے شدت نہیں ہے یہ

محنت کشی جہاد ہے فاقہ کشی جہاد
نانِ جویں جہاد بشر پروری جہاد
فیض و عطا بھی، جذبۂ ایثار بھی جہاد
توفیق در گذر کی حد آخری جہاد

اسلام میں جہاد کا نقشہ کچھ اور ہے
جس کو جہاد کہتی ہے دنیا، کچھ اور ہے

مزدور کی جبیں پہ پسینہ جہاد ہے
دن بھر کے بعد، نانِ شبینہ جہاد ہے
فرطِ علوم و تنگی سینہ جہاد ہے
ہاں زندگی کا یہ بھی قرینہ جہاد ہے

کردار معتدل کا عیاں اعتدال ہے
یہ جہدِ کامیاب کی زندہ مثال ہے

ایماں فروز لو کو بڑھانا جہاد ہے
جلتا ہوا چراغ بجھانا جہاد ہے
سرمایۂ عوام نہ کھانا جہاد ہے
قول و عمل کی حد کو ملانا جہاد ہے

اس لفظ کا بشر سے احاطہ محال ہے
معلوم ہو کہ تیغ نہیں ہے یہ ڈھال ہے

اربابِ حق و صاحبِ ایمان کے لئے
انسان دوست بن گئے منان کے لئے
تن میں خدا کی بخشی ہوئی جان کے لئے
یہ ڈھال ہے تحفظ انسان کے لئے

انسانیت کا دیدۂ پُرنم لئے ہوئے
اسلام دفاع کا پرچم لئے ہوئے

اللہ کا بتایا ہوا ڈھب دفاع ہے
اسلام میں جہاد کا مطلب دفاع ہے
تنبیہ کی ادائے مہذب دفاع ہے
زمیں فروغ امن کا مکتب دفاع ہے

سبقت کا کوئی دخل نہیں اس قتال میں
ہے آشکار ضبط شجاعت قتال میں

اس کی حدوں میں فتنہ وشر کا گذر نہیں
تخریب واشتعال کا اس پہ اثر نہیں
اس کی روش میں ضبط ہے قصد ضرر نہیں
ہاں جان پہ بن آئے تو مرنے کا ڈر نہیں

جو کرنا چاہتے ہیں وہی کر گذرتے ہیں
دلدادۂ جہاد شہادت پہ مرتے ہیں

محور جہاد کا بشری احترام ہے
پاکیزگی نفس وخلق دوام ہے
شائستگی لہجہ وشستہ کلام ہے
اصلاً جہاد کانٹوں پہ چلنے کا نام ہے

یہ وسعت نگاہ ہے خلق عریض کی
ورنہ مزاج پرسی عدوئے مریض کی

خلاق دو جہاں کے چہیتے ہیں اہلِ جہد
ہنس ہنس کے مشکلات میں جیتے ہیں اہلِ جہد
راہِ بقا میں زہر بھی پیتے ہیں اہلِ جہد
دنیا ہے دیو شر، تو فلیتے ہیں اہلِ جہد
عاجز تمام شاطر و سفاک ہوتے ہیں
ان کی ضیاء سے اہلِ ستم خاک ہوتے ہیں

ہوتے ہیں اہلِ جہد طبیعت کے منچلے
خنجر کی دھار کو بھی لگا لیتے ہیں گلے
گھٹتے نہیں ہیں انکے عزائم کے حوصلے
طوفاں کو جانتے ہیں یہ پانی کے بلبلے
طرزِ عمل سے ان کے خودی کو ملا رواج
ہے خشک و تر پہ ان کے نقوشِ قدم کا راج

قدموں کو راہ نحس پہ دھرتے نہیں یہ لوگ
گھبرا کے سختیوں سے، بکھرتے نہیں یہ لوگ
صابر ہیں، بھوک پیاس سے ڈرتے نہیں یہ لوگ
جس طرح لوگ مرتے ہیں مرتے نہیں یہ لوگ
سچے ہیں قول کے یہ، دھنی ہیں یہ بات کے
خالق ہیں زندگی سے بھری کائنات کے

یہ گل، یہ بوٹے اور یہ لالے عجیب ہیں
یہ چاند اور یہ چاند کے ہالے عجیب ہیں
عاشق عجیب، چاہنے والے عجیب ہیں
یہ سورما عجیب جیالے عجیب ہیں

تشنہ لبی میں ماتھے کے اوپر عرق نہیں
صدمے گزر رہے ہیں مگر کچھ قلق نہیں

صحرا میں جو کھلے ہوئے جنت کے پھول ہیں
دل ان کے ہیں اداس نہ چہرے ملول ہیں
بے حد تحمل شناس ، بڑے با اصول ہیں
تیور بتا رہے ہیں کہ آلِ رسولؐ ہیں

غلطاں مزاج میں کرم کردگار ہے
چتون سے ان کی ہیبت حق آشکار ہے

رن میں بڑھے جو سایۂ شمشیر میں پلے
ان اشجع العرب کے صراحی نما گلے
طے کر کے صبر و ضبط و شجاعت کے مرحلے
توڑیں گے زمیں تیغ کی دھاروں کے حوصلے

ان کے اثر پہ ظلم کا بس چل نہ پائے گا
سورج کے آگے کوئی دیا جل نہ پائے گا

پٹکے تمام صبر کے یکسر بندھے ہوئے
ترکش بدوش ہر یک و دیگر بندھے ہوئے
تیغیں کمر میں ، پہلو میں خنجر بندھے ہوئے
ہاتھوں میں نیزے، سینے پہ بکتر بندھے ہوئے

آتا نہیں ہے خوف انہیں فوج کثیر سے
آنکھیں ملا رہے ہیں غرور شریر سے

امکان کا نظارۂ بدتر ہے سامنے
بربادی نظام کا منظر ہے سامنے
اک کائنات بے رہ و رہبر ہے سامنے
پھوٹا ہوا بشر کا مقدر ہے سامنے
انسانیت کا کاتب تقدیر کیا کرے
ہنگامۂ قتال میں تدبیر کیا کرے

حملہ کرے ! نہیں یہ مناسب نہیں، نہیں
سبقت کبھی شعار شہ مرسلینؐ نہیں
عجلت پسندیوں کا گزارا کہیں نہیں
ایسا عمل تو شامل امداد دیں نہیں
آمادہ اہل نفرت و شر ہیں فساد پر
الزام جنگ آئے نہ امر جہاد پر

فتنے پنپ اٹھے ہیں خدا کی زمین پر
آفت کا ہے زمانہ شہہ بے معین پر
نظریں کبھی شرارت فوج لعین پر
آنکھیں کبھی جھکی ہوئی دامان دین پر
شرح جہاد و جنگ کی منزل ہے کربلا
انسان کا دھڑکتا ہوا دل ہے کربلا

وہ کربلا جہاں کی خلاؤں میں بجلیاں
وہ کربلا جہاں کی ہواؤں میں گرمیاں
وہ کربلا جہاں کی فضاؤں میں سسکیاں
وہ کربلا جہاں کے پیاسوں میں ہچکیاں

وہ کربلا جہاں کوئی جائے اماں نہیں
وہ کربلا جہاں پہ کوئی چیز جاں نہیں
وہ کربلا جہاں پہ کوئی آدمی نہیں
وہ کربلا جہاں پہ بشر دوستی نہیں
وہ کربلا جہاں پہ کہیں آشتی نہیں
وہ کربلا جہاں پہ رہ راستی نہیں
وہ کربلا جہاں بشریت ہے پائمال
وہ کربلا جہاں کی زمیں سے لہو ہے لال
وہ بن جہاں کی رسم کجی ، ننگ سے لگاؤ
وہ بن جہاں پہ ہوتا ہے اقدار کا گھراؤ
وہ بن جہاں کے ذروں میں پتھر کے آؤبھاؤ
وہ بن جہاں ضرر ہے فراواں جہاں پہ گھاؤ
وہ بن جو بس گیا بدن پاش پاش سے
وہ بن جہاں حیات ہمکتی ہے لاش سے
وہ بن جو گاہوارۂ رنج و محن ہوا
وہ بن جو وجہ ذلت بیدار فن ہوا
وہ بن جہاں گلو سے چھری کا ملن ہوا
وہ بن بشر کا جسم جہاں کا کفن ہوا
وہ بن جو اک زمانے سے ننگ وجود تھا
وہ بن جہاں پہ ظلم و ستم با شعور تھا

اس بن میں مبتلائے مصیبت حسینؑ ہیں
اس بن میں مکتب بشریت حسینؑ ہیں
اس بن میں استعارۂ خلقت حسینؑ ہیں
اس بن میں ماورائے رسالت حسینؑ ہیں
اللہ اور حسینؑ میں کچھ فاصلہ نہیں
روح الامیں بھی آپ کے رمز آشنا نہیں

وہ شاہ جس سے اونچا ہے دین خدا کا سر
وہ شاہ جس کا وعدۂ طفلی بلیغ تر
وہ شاہ جس کا نفس ہر اک رخ سے معتبر
وہ شاہ جس کا قلب علیؑ ، مصطفیٰ جگر
گردن تو راہ حق میں کٹا دے گا بات پر
لیکن نہ ہاتھ رکھے گا باطل کے ہاتھ پر

قرآں کا لفظ ، وحی کا لہجہ ہے شہ کی ذات
اعجاز لفظ کن کی تمنا ہے شہ کی ذات
خلاق دوجہاں کا کرشمہ ہے شہ کی ذات
امت سے ایک رات کی جویا ہے شہ کی ذات
یہ مہلت قلیل ، یہ اک شب، یہ ایک رات
ہے بندگان نیک کی نظروں میں نیک رات

یہ رات تیرگی میں ستارے پروئے گی
یہ رات تا بہ صبح نہ اک پل بھی سوئے گی
یہ رات بحر و بر کو عطش سے بھگوئے گی
یہ رات داغ دامن انسان دھوئے گی

راتوں میں بے پناہ مقدس یہ رات ہے
ہاں کاتبِ نصیبِ سحر بس یہ رات ہے

ظاہر شفق کا دستِ سحر میں ہوا نشاں
آہٹ سے نور کی شبِ ظلمت ہوئی دھواں
اٹھے ربوبیت کے مقرب مزاج داں
جاگے نصیب صبح جو اکبر نے دی اذاں
مصروفِ ذکرِ حق صفِ اہلِ صفا ہوئی
تیروں کی بارشوں میں نمازِ خدا ہوئی

نزدیکِ حق جو تھے، وہی بندے تڑپتے ہیں
صحرا میں خون خون مصلے تڑپتے ہیں
جنت کے گل تڑپتے ہیں بوٹے تڑپتے ہیں
اے قدسیو! وہ دیکھو فرشتے تڑپتے ہیں
پروا نہیں بشر کو عبادت میں جان کی
آ کر زمیں پہ بات کرو آسمان کی

رن میں شجاعتوں کے مظاہر، گذر گئے
جانوں سے تیزگام مسافر، گذر گئے
سب ہم جلیس و یاور و ناصر، گذر گئے
رہتے تھے پیشِ شاہ جو حاضر، گذر گئے
اب ہو کے بن میں ایک مصاحب شناس ہے
غم ہے، الم ہے، ضعف کی شدت ہے پیاس ہے

غنچوں کی ، گل کی، بوٹوں کی، تازہ بہاروں کی
بندوں کی، عاشقوں کی، اطاعت گذاروں کی
بیٹوں کی ، بھانجوں کی، غلاموں کی ، یاروں کی
شبیر لاش اٹھا چکے سب جاں نثاروں کی

ممتا کی سب مشقتیں برباد ہو چکیں
ماؤں کی گودیں لاشوں سے آباد ہو چکیں

جو تھے حیات و موت پہ قادر ، چلے گئے
لکھ کر نصاب زیست محرر ، چلے گئے
دنیائے آشتی کے مسافر ، چلے گئے
انسانیت کے باطن و ظاہر ، چلے گئے

دنیا کو اپنے پاک نظریات دے گئے
لاشوں کو زندگی کی علامات دے گئے

صحرا میں جل کے سرو چمن سرد ہو چکے
ساحل پہ زخم خوردہ دہن سرد ہو چکے
تشنہ لبوں کے تپتے بدن سرد ہو چکے
ٹھنڈا نشان ہو چکا بن سرد ہو چکے

سنورے ہوئے جو رہتے تھے گیسو بکھر گئے
ساٹانہ کشی کے کتنے ہی ارمان مر گئے

❀❀❀